

Courtesy www.pdfbooksfree.pk
السلام
ڈینگی وائرس............
PDFBOOKSFREE.PK
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کی ایک پیش گوئی کے تناظر میں

اس کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ کے حکم اور اذن سے ہوتا ہے۔ تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کے لشکر ہیں وہ جس سے جو کام لینا چاہتا ہے لیتا ہے۔ ڈینگی وائرس کے اسباب جو بھی ہوں اور یہ جہاں سے بھی آیا ہو مگر یہ بات طے شدہ ہے کہ یہ اللہ کے حکم سے ہے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق سوال کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''طاعون عذاب تھا جسے اللہ تعالیٰ نے جس پر چاہا بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے اسے مومنوں کے لیے رحمت بنایا، تو جو بھی شخص طاعون میں مبتلا ہو اور وہ صبر کرتے ہوئے اور یہ یقین رکھتے ہوئے اپنے علاقے میں ٹھہرا رہے کہ اسے ہرگز کوئی مصیبت نہیں پہنچ سکتی مگر جو اللہ نے لکھی ہے تو ایسے شخص کو شہید جتنا اجر ملتا ہے۔'' (صحیح بخاری: 5734)

اس حدیث مبارکہ سے کئی امور کی نشاندہی ہوتی ہے۔ نبی ﷺ نے طاعون کے اسباب اور نقصانات کی وضاحت کے بجائے اسے مومنوں کے لیے رحمت قرار دیا۔ اور عقیدے کی اصلاح کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ اللہ چاہے تو یہ اثر انداز ہوسکتا ہے بصورت دیگر نہیں۔ اور ایسے صابر شخص کے لیے اجر عظیم ہے۔ اس حدیث سے یہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ایک ہی قسم کی بیماری دو مختلف نظریات کے حامل لوگوں کے لیے نتیجے کے اعتبار سے مختلف ہوسکتی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے طاعون کو کافروں کے لیے عذاب اور مومنوں کے لیے رحمت قرار دیا ہے۔ طاعون سے مراد جان لیوا وبائی امراض ہیں اور طاعون کینسر کو بھی کہتے ہیں۔

نبی ﷺ نے طاعون زدہ علاقے سے نکلنے اور اس علاقے میں جانے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری: 5728) جس علاقے میں طاعون پھیلا ہو وہاں سے نکلنے کی ممانعت کی ایک وجہ جو ہماری سمجھ میں آتی ہے وہ تو یہ ہے کہ طاعون زدہ علاقے سے نکل کر کسی کا یہ عقیدہ نہ بن جائے کہ میں اس علاقے سے نکلا ہوں تو بچا ہوں اور نہ نکلتا تو نہ بچتا اسی طرح جس علاقے میں یہ شخص جائے گا ان میں سے کسی کو طاعون لگ گیا تو اسے ہی مطعون ٹھہرایا جائے گا کہ یہ طاعون زدہ علاقے سے آیا ہے ممکن ہے کہ کچھ اثرات اس میں سرایت کر چکے ہوں۔ اور طاعون زدہ علاقے سے نکلنے کی ممانعت کی دوسری وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اگر ایک ایک کر کے سارے صحت مند افراد وہاں سے نکل جائیں تو وہاں کے آفت زدہ لوگوں کا پرسان حال کون ہوگا اور ان کی دیکھ بھال کون کرے گا؟ اور وبا زدہ علاقے میں جانے کی ممانعت اس لیے ہے کہ اپنی جان کو خطرے میں نہ ڈال بیٹھے۔ اور دوسرے یہ کہ بیماری اللہ کے حکم سے لگی ہے مگر یہ سمجھ بیٹھے کہ میں فلاں علاقے یا فلاں عزیز کے پاس گیا تھا تو میں وبا کی لپیٹ میں آ گیا ہوں۔

طاعون کے متعلق مختصر وضاحت سے اس سوال کا جواب دینا مقصود ہے کہ جس علاقے میں ایسی کوئی وبائی بیماری پھوٹ پڑے جیسے ڈینگی وائرس وغیرہ ہے تو کیا اس علاقے کو چھوڑ جانا چاہیے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر عقیدے میں کچھ خلل نہ آئے اور بیمار، کمزور اور ناتواں لوگوں کی دیکھ بھال ہوسکے تو ایسی صورت میں جان بچانے کی خاطر نکلا جاسکتا ہے، اور علاج کے لیے بالاولیٰ اجازت ہے۔ کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے 18 ہجری میں طاعون عمواس سے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو نکل آنے کا حکم صادر کیا تھا مگر وہ نہ آئے بہر حال ایسے علاقے میں جانے کی مکمل ممانعت ہے۔ اور دوسرا یہ معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوتا ہے۔ بیماری بھی اللہ کی طرف سے ہے اور اس کی شفا بھی اللہ کی طرف سے ہے۔

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کسی مریض کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور فرمانے لگے: ''تم نے اس کے لیے کسی معالج کو کیوں نہیں بلایا؟'' وہ کہنے لگے: ''اے اللہ کے رسول! آپ ہمیں اس کا حکم دے رہے ہیں؟'' فرمایا: 'إِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ لَمْ يُنْزِلْ دَاءً إِلَّا أَنْزَلَ مَعَهُ دَوَاءً' ''بے شک اللہ عزوجل نے جونسی بھی بیماری نازل کی ہے اس کے ساتھ اس کی دوا بھی اُتاری ہے۔''

(السلسلة الصحيحة: 875/2/9، حديث: 2873)

مذکورہ حدیث سے جہاں سے یہ سمجھنا مشکل نہیں کہ بیماری بھی اللہ کی طرف سے ہے اور اس کی شفا بھی اللہ کی طرف سے وہاں یہ سمجھنا بھی آسان ہے کہ بیماری کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اس کا علاج بھی اتارا ہے اس لیے اس کے لیے جستجو کرنی چاہیے اور اس کے لیے از حد کوشش کرنی چاہیے۔ اور لوگوں میں یہ شعور بیدار کرنا چاہیے کہ علاج کروانا شریعت کے منافی نہیں۔

ایک مومن کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ عام بیماری یا وبائی امراض کے اس پہلو کو نظر انداز نہ کرے کہ کہیں یہ اللہ کی پکڑ یا عذاب کی صورت نہ ہو اور کثرت سے استغفار کرتا رہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ ''اور اللہ تعالیٰ انھیں عذاب دینے والا نہیں جبکہ وہ استغفار کرنے والے ہوں۔'' (الانفال 8:33)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ بھی فرمایا ہے: ﴿اَوَ لَا يَرَوْنَ اَنَّهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَ لَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ﴾ ''کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہر سال ایک یا دو مرتبہ انھیں آزمایا جاتا ہے پھر بھی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں نہ نصیحت حاصل کرتے ہیں۔'' (التوبہ 9:126) ان آیات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عذاب کی کوئی بھی صورت ہو اس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو جائے۔ مگر سیلاب اور وبائی امراض دیکھ کر بھی قوم سبق نہیں لے رہی۔

مذکورہ تفصیل سے ہم یہ نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔

1 بیماری اور شفا اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ 2 ایک ہی بیماری دو مختلف نظریات کے حامل لوگوں کے لیے انجام کے لحاظ سے مختلف ہو سکتی ہے۔ 3 جتنی مرضی وبا پھوٹی ہو اللہ تعالیٰ چاہے گا تو بیماری ہو گی ورنہ نہیں۔ 4 بیماریاں اللہ کے عذاب کی صورت میں بھی ہو سکتی ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع اور اس سے بخشش کا سوال کرتے رہنا چاہیے۔ 5 بیماری کا علاج بھی کروانا چاہیے اور بیماریوں کا علاج دریافت کرنے کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔ 6 مرنا تو ہر ایک نے ہے مگر مومن کو اپنی عاقبت کی بھی فکر ہونی چاہیے کہ اس کا انجام کیا ہو گا۔ 7 طاعون انتہائی خطرناک اور جان لیوا مرض ہے اس میں بھی صبر کی تلقین کی گئی ہے، لہٰذا صبر کا دامن کسی بھی موقع پر چھوٹنے نہ پائے۔ 8 اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی شفا بھی نازل فرمائی ہے، لہٰذا آخری سانس تک اُمید کا پہلو غالب رہنا چاہیے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے۔ 9 اسی طرح احادیث میں یہ بشارت بھی آئی ہے کہ بیماری کی وجہ سے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ 10 صبح کے وقت تیمارداری کرنے والے کے لیے 70 ہزار فرشتے شام تک رحمت و بخشش کی دعائیں کرتے رہتے ہیں اور شام کو تیمارداری کرنے والے کے لیے صبح تک 70 ہزار فرشتے یہی دعا کرتے رہتے ہیں۔

اب ہم نبی کریم ﷺ کی اس پیش گوئی کی طرف آتے ہیں جو اس مضمون کا عنوان ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِي قَوْمٍ قَطُّ، حَتّٰى يُعْلِنُوا بِهَا، إِلَّا فَشَا فِيهِمُ الطَّاعُونُ وَالْأَوْجَاعُ الَّتِي لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِي أَسْلَافِهِمُ الَّذِينَ مَضَوْا" "جب بھی کسی قوم میں فحاشی عام ہوتی ہے حتی کہ وہ اس کا علی الاعلان اظہار کرنے لگتے ہیں تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں کہ ان کے بڑوں نے ان بیماریوں کے نام تک نہیں سنے ہوتے۔" (سنن ابن ماجه: 4019 "صحیح") ڈینگی وائرس اور اس قسم کی دوسری بیماریاں اور وبائیں سامنے آئیں۔ ان کے ظاہری اسباب و عوامل کی طرف غور کیا گیا، احتیاطی تدابیر اختیار کی گئیں مگر نبی کریم ﷺ کے فرمان کی روشنی میں فحاشی اور بے حیائی کی روک تھام کے لیے کوئی اقدامات نہ کیے گئے۔

اللہ کا قانون یہ ہے کہ جزا اور سزا اسی نوعیت کی ہوتی ہے جس نوعیت کا عمل یا جرم ہوتا ہے۔ فحاشی اور بے حیائی کا تعلق جسم سے ہے اسی لیے جسمانی بیماریاں بطور عذاب نازل ہوتی ہیں۔ لہٰذا ہر قسم کی احتیاطی تدابیر کے ساتھ ساتھ ہمیں بحیثیت قوم فحاشی اور بے حیائی سے بھی احتراز کرنا چاہیے۔ مذکورہ حدیث میں 'فاحشہ' کا لفظ آیا ہے۔ یہ لفظ قرآن و سنت میں کئی ایک مفاہیم کے لیے استعمال ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر وہ بات، کام یا، لباس یا منظر جس سے بے حیائی کو فروغ ملے۔ اس کی ادنیٰ شکل برے خیالات ہیں اور آخری شکل بدکاری ہے۔ اور یہ بے حیائی مختلف انواع کے اعتبار سے پوری قوم میں رچ بس گئی ہے۔ اور یہ بھی علامات قیامت میں سے ایک علامت ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: "اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہو گی جب تک فحاشی بے حیائی عام نہ ہو جائے اور اسے بطور فن اختیار کیا جانے لگے۔" (مسند أحمد: 163,162/2)

اسی طرح آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ ہم کب نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا فریضہ چھوڑ دیں گے؟ فرمایا: "جب تم میں وہ چیز ظاہر ہو گی جو تم سے پہلے لوگوں میں تھی۔ صحابہ نے عرض کی: ہم سے پچھلی امتوں میں کیا ظاہر ہوا تھا؟ فرمایا: حکومت تمھارے چھوٹے لوگوں میں، اور بے حیائی اور فحاشی (نوجوانوں کے ساتھ ساتھ) تمھارے بڑے لوگوں میں اور علم تمھارے گھٹیا اور فاسق قسم کے لوگوں میں ہو گا۔" (سنن ابن ماجه: 4015 "صحیح")

بے حیائی اور فحاشی کے سیلاب کو روکنے کے ساتھ ساتھ صبح شام کے اذکار کو بھی معمول بنانا چاہیے۔ موضوع سے متعلقہ ایک اہم دعا یہ ہے: سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے: "جس شخص نے شام کو تین بار یہ دعا پڑھ لی اسے صبح تک کوئی ناگہانی آفت اپنی لپیٹ میں نہیں لے گی۔ دعا یہ ہے: 'بِسْمِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ' "اللہ کے نام سے (میں شام کرتا ہوں) کہ اس کے نام سے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ خوب سنتا اور خوب جانتا ہے" اور جس نے صبح کے وقت تین بار یہی دعا پڑھی شام تک وہ ایسی آفت سے محفوظ رہے گا۔

اس حدیث کے ایک راوی ابان بن عثمان کو فالج ہو گیا تھا تو ان کے شاگرد انھیں تعجب سے دیکھنے لگے (کہ انھیں فالج ہو گیا ہے، حالانکہ خود یہ حدیث بیان کر رہے ہیں) ابان بن عثمان رحمہ اللہ کہنے لگے: کیا ہوا؟ مجھے کیا دیکھتے ہو؟ اللہ کی قسم! نہ میں نے غلط بات کی ہے نہ عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کی طرف جھوٹی بات منسوب کی ہے دراصل بات یہ ہے کہ جس دن مجھے یہ فالج ہوا اس دن میں کسی وجہ سے غصے میں تھا اور یہ کلمات پڑھنے بھول گیا تھا۔ (سنن أبي داود: 5088، "صحیح")

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کسی کی عیادت کے لیے تشریف لے جاتے تو اپنا دایاں ہاتھ اس پر رکھتے اور یہ دعا پڑھتے: 'أَذْهِبِ الْبَأْسَ، رَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ، شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا' "تکلیف کو لے جا، اے لوگوں کے رب! اور شفا سے نواز۔ بے شک تو ہی شفا دینے والا ہے۔ ایسی شفا دے کہ بیماری کا نام و نشان تک نہ رہے۔" (صحیح بخاری: 5750)

نعمان فاروقی (دارالسلام)